حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت: اسلام اور یہودی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ

The Birth of Prophet Moses: A Comparative Study of the Islamic and Jewish Teachings

ضیاء الرحمٰن[i] ڈاکٹر حافظ حفاظت اللہ[ii]

Abstract

The Prophet Moses (AS) was a great prophet of Al-Mighty Allah, who sent for the guidance of Israelites and to save them from the cruelties of Pharaoh. The present paper comparatively analyses the birth narratives of Moses (AS) as given in the Noble Quran and the Holy Bible (Old Testament). It further examines the ancestry of Prophet Moses and the great events connected to his birth in the light of both the Islamic and Jewish teachings. The findings show that there is a discrepancy between the Islamic and Jewish opinions about the killing of children by Israelites under the orders of Pharaoh Raemsis the second i.e., either to prevent the living of Moses (AS) or to weaken the strength of them respectively. It also shows that the caretaker of Moses (AS) was the wife of Pharaoh named Asiya Razillaho Anha (RA) and not the daughter of Pharaoh named Bithiah as claimed by the Bible. Finally, the study confirms that the Islamic teaching regarding the birth of Moses (AS) and relevant events to be more reliable and authentic than the Jewish ones.

Key Words: Birth of the Prophet Moses, Islamic and Jewish Teachings, The Holy Bible, The Holy Quran

تعارف

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے ۔ آپ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا۔آپ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و بربریت سے نجات دلائی۔فرعون نے خواب دیکھا تھا کہ

---

i لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شرینگل

ii چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف اَرَبِک، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

ایک اسرائیلی بچے کی وجہ سے اس کی حکمرانی ختم ہو گی۔ جس پر اس نے نوزائیدہ بنی اسرائیلی بچوں کو قتل کرنے کے احکامات صادر کیے۔ موسیٰ علیہ السلام اسی سال پیدا ہوئے، اس کی ماں نے اسے قتل سے بچانے کے لیے ایک صندوق میں بند کر کے دریا کے سپرد کیا۔ وہ صندوق فرعون کے گھر پہنچ گیا اور اس کے گھر ہی میں موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہوئی، یہاں تک کہ تیس سال کی عمر تک پہنچے۔ آپ کی پیدائش اور پرورش سے متعلق بہت ساری روایات اسلام اور یہودیت دونوں میں موجود ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان روایات کا ایک تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ انداز یہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے اسلامی تعلیمات کے حوالے سے موسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر یہودیت کی رو سے ولادت و تربیتِ موسیٰ علیہ السلام کا جائزہ لیا گیا ہے اور آخر میں ان دونوں کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔

اسلامی تعلیمات اور موسیٰ علیہ السلام کی ولادت

نام ونسب

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اونچے حسب ونسب والے خاندان اور اشرف قوم سے منتخب فرماتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سارے قبیلوں میں اونچے مقام والے خاندان لاوی میں پیدا کیا۔ اہلِ لغت کے نزدیک لفظ ''موسیٰ'' تعریب شدہ عربی لفظ ہے جو یا تو ''مو'' اور ''سا'' سے مل کر بنا ہے۔ ''مو'' کہتے ہیں پانی کو اور ''سا'' کا معنی ہے درخت۔ یا پھر'' ماء'' اور ''ساج'' کو ملا کر بنایا گیا ہے [1] ''ماء'' کا مطلب پانی اور ''ساج'' کا معنی درخت ہوتا ہے۔ یہ نام رکھے جانے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق پانی اور درخت کے قریب ملا تھا۔

آپ علیہ السلام کے والد ماجد عمران اور والدہ یوکابد تھیں[2]۔ ان کا سلسلہ نسب کچھ واسطوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام کے سلسلہ نسب میں اہل تاریخ کے مختلف اقوال ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ اپنی مایہ ناز کتاب البدایۃ والنھایۃ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شجرہ نسب یوں بیان کرتے ہیں۔

موسیٰ بن عمران بن قاہث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام[3] اس نسب نامے میں عمران اور لاوی کے بیچ دو شخص قاہث بن عازر ہیں۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ نسب تہذیب الاسماء واللغات میں یوں بیان ہوا ہے۔ موسیٰ بن عمران بن یصھر بن قاھث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام[4] اس سلسلہ نسب میں عمران اور لاوی کے بیچ دو نام یصھر بن قاہث آئے ہیں۔ اور جمھرۃ انساب العرب میں آپ علیہ السلام کے والد

عمران اور لاوی کے بیچ ایک واسطہ قاہث بیان ہوا ہے۔موسیٰ بن عمران بن قاھث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام [5] ادھر یصھر بن قاھث کے بارے میں علامہ ابن حزمؒ نے صراحت کی ہے کہ یصھر قارون کا باپ تھا۔اس اعتبار سے عمران اور یصھر بھائی بھائی ہوئے۔اس کو دیکھتے ہوئے مؤخرالذکر سلسلہ نسب زیادہ درست لگتا ہے۔واللہ اعلم۔

نجومیوں کی پیشن گوئی

ابن اسحاقؒ لکھتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش قریب ہونے کے وقت فرعون کے دربار میں نجومی آئے اوربولے کہ ہمارے علم کے مطابق عنقریب ایک بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔اور وہ آپ کی حکومت پر قابض ہوجائے گا اور آپ پر غلبہ پالے گا۔اور آپ کو اس زمین سے بےدخل کردے گا۔اور اس موجودہ دین کو تبدیل کردے گا، فرعون نے جب یہ سنا تو حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بھی بچہ پیدا ہو اس کو مار دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔اور ساری بادشاہی میں موجود دائیوں کو بلوایا اور ان سے کہا کہ جو بھی بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہو اسے زندہ نہ چھوڑو۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور جو بھی عورت حاملہ ہوتی اس کو تکلیفیں دیتیں حتی کہ وہ حمل گرانے پر مجبور ہو جاتیں[6]۔"

فرعون کا خواب

کئی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے امام سدیؒ نے نقل کیا ہے۔کہ فرعون نے ایک مرتبہ خواب میں آگ دیکھی جس نے بیت المقدس کی طرف سے آکر مصر میں موجود قبطی قوم کے سارے گھر جلادیئے۔لیکن اس آگ سے بنی اسرائیل کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔وہ گھبرا کر اٹھا اور اپنی بادشاہت کے جادوگروں،کاہنوں اور عالموں کو جمع کیا اور ان سے اس خواب کی حقیقت معلوم کی۔جس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کی وجہ سے اہل مصر ہلاک ہوں گے۔اس پر فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کردینے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دینے کا حکم دیا[7]۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ [8]

"جب ہم نے تم کو قومِ فرعون سے نجات بخشی وہ(لوگ) تم کو بڑا دکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کرڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔"

فرعون یہ خواب دیکھنے کے بعد بہت ڈر گیا۔اس وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت روکنے کے لیے ہر قسم کی تدبیریں اپنائیں۔حتیٰ کہ کچھ لوگوں اور دائیوں کا کام ہی یہ لگایا گیا۔کہ حاملہ عورتوں کے بچوں کے پیدا ہونے کا وقت معلوم کرلیں۔اور جیسے ہی کوئی بچہ پیدا ہوتاتوجلاد اسے ذبح کردیتے تھے[9]۔

یہ واضح ہونا چاہیئے کہ پہلی دفعہ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت روکنے کے لیے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم موسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے نافذ کیا گیا تھا۔پھر دوسری دفعہ موسیٰ علیہ السلام کے نبی بن جانے کے بعد بنی اسرائیل کو کمزور بنانے کے واسطے دوبارہ لڑکوں کو قتل کردینے کا حکم جاری ہوا۔قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ [10]

"جب حضرت موسیٰؑ ان کے پاس ہماری طرف سے حق لے کر پہنچے تو کہنے لگے کہ جو اس کے ساتھ (خدا پر) ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کردو اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دو۔اور کافروں کی تدبیریں بے ٹھکانے ہوتی ہیں۔"

اس دوسری دفعہ میں قتل کا سلسلہ شروع ہونے پر بنی اسرائیل شکایت کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔

قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ [11]

" وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور آنے کے بعد بھی۔موسیٰ نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔"

کئی تفاسیر میں یہ بیان ہوا ہے کہ فرعون کی قوم نے اپنے بادشاہ سے کہا: کہ اگر بنی اسرائیل کے لڑکے یوں ہی قتل ہوتے رہے اور ان کی تعداد یوں ہی کم ہوتی رہی تو خطرہ ہے کہ ان کے ختم ہونے پر وہ سارے کام جو بنی اسرائیل سے لیے جاتے ہیں ہم کو خود ہی کرنے پڑجائیں گے۔اس پر فرعون نے حکم جاری کیا۔کہ ایک سال پیدا ہونے والے بچے قتل ہوں اور ایک سال زندہ چھوڑے جائیں حضرت ہارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس میں بچے قتل نہیں ہو رہے تھے۔اور موسیٰ علیہ السلام بچوں کے قتل والے سال میں پیدا ہوئے۔آپ علیہ السلام کی ولادت پر والدہ محترمہ بہت فکر مند ہوگئیں۔انہوں نے حمل شروع ہوتے ہی بہت احتیاط برتی۔اس وجہ سے حمل کی علامتیں زیادہ ظاہر نہ ہو پائیں[12]۔

جب موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہام ہوا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ [13]

" اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال

دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) اُسے پیغمبر بنادیں گے۔"

اس کی تفسیر میں امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو الہام ہوا کہ جب آس پاس والوں سے آپ کو اپنے بیٹے کے متعلق خوف محسوس ہو کہ وہ اس کے رونے کی آواز سن کر بادشاہ کو یا بچوں کے قتل پر مقرر کیے گئے جلادوں کو بتادیں گے، تو آپ اس بچے کو دریائے نیل میں ڈال دیں۔ابن جریج کہتے ہیں کہ چار ماہ بعد بچے کی آواز نکلی تو والدہ نے اس کو دریا میں ڈال دیا۔ولاتخافی سے مراد یہ ہے کہ بچے کو دریا میں ڈالنے کی وجہ سے اس کے ضائع ہونے اور ہلاک ہو جانے کا خوف نہ کیجئے۔اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود کریں گے۔اور ولا تحزنی کا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدائی پر تم غمگیں نہ ہو اس کی واپسی کی صورت خود اللہ تعالیٰ پیدا فرمائیں گے[14]۔"

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ خوف آئندہ پیش آنے والے خطرے پر ہوتا ہے اور حزن زمانہ گذشتہ میں کسی کے گم ہونے پر ہوتا ہے۔لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر والدہ محترمہ ان کو دودھ پلاتی رہیں۔اور ایک بڑھئی کو بلایا تاکہ وہ صندوق بنائے۔اور جب وہ صندوق تیار ہوگیا تو بچے کو اس میں ڈال کر پانی میں ڈال دیا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّكَ مَا يُوحَى أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي[15]

" جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے۔(وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا (اور) میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھالے گا۔اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی ہے (اس لئے کہ تم پر مہربانی کی جائے) اور اس لئے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ۔"

پھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ تو اس صندوق کے پیچھے چلتی رہ۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کنارے کنارے چلتی اس صندوق کو دیکھتی رہی اور فرعون کی قوم والوں کو محسوس بھی نہ ہوا کہ یہ اس بچے کی بہن ہوگی۔یہ صندوق دریا کی موجوں میں اوپر نیچے ہوتے ہوئے چلتے چلتے ان باغات کی طرف جانے والے پانی میں چلاگیا جو فرعون کے محل کے پاس تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یوں کیا ہے۔

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَايَشْعُرُوْنَ[16]

" اور اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اُسے دور سے دیکھتی رہی اور ان (لوگوں) کو کچھ خبر نہ تھی۔"

جب چلتے چلتے یہ صندوق ان باغات کی طرف مڑنے والے پانی میں چلاگیا جو فرعون کے محل کے پاس تھے۔تو فرعون کی باندیوں نے اس صندوق کو پانی اور درختوں کے بیچ سے اٹھا کر فرعون کی بیوی کے سامنے پیش کیا۔تاکہ حق بات ان تک

پہنچانے کی وجہ سے یہ بچہ (موسیٰ علیہ السلام) ان کا دشمن ہو جائے اور اس کے ہاتھوں فرعون کی حکومت کا خاتمہ ہونے کی وجہ سے غم وحزن کا ذریعہ بنے، یقیناً فرعون اور ہامان مشرک لوگوں میں سے تھے[17]۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ کی تفسیر میں یہ آیا ہے کہ صندوق پانی سے اٹھا کر لانے والے کے متعلق تین قول ہیں۔(1) فرعون کی بیوی (2) فرعون کی بیوی کی باندیاں (3)فرعون کے ساتھی[18]۔ہو سکتاہے کہ فرعون کی گھروالی نے صندوق اٹھایا ہو؛ کیونکہ آیت میں وارد شدہ الفاظ آلِ فرعون حقیقت میں فرعون کی گھروالی پر بولا جاتا ہے۔اور بعد والی آیت میں بھی صراحت کے ساتھ امرأۃ فرعون کا ذکر ہے۔ایسے ہی آل فرعون کا لفظ فرعون کی بیٹی پر بھی بولا جاسکتاہے۔یہی وجہ ہے کہ کچھ مفسرین نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس صندوق کو اٹھانے والی فرعون کی بیٹی ہو اور اس کو اپنا بیٹا بنانے کی خواہش اور نہ مارنے کی درخواست کرنیوالی فرعون کی گھر والی ہو۔[19]

جب وہ صندوق فرعون کے محل میں لایا گیا اور صندوق کو کھولا گیا۔تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صحت مند اور حسین وجمیل بچہ انگوٹھا چوستا بہت آرام سے صندوق میں لیٹا ہوا ہے۔فرعون کی بیٹی اس بچے کو محل میں لے کر آئی۔اس بچے کو دیکھتے ہی فرعون کی بیوی نے محبت کے جوش میں اس کو پیار کیا اور بہت خوش ہوئی۔آس پاس موجود لوگوں میں سے کسی شخص نے اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں یہ بنی اسرائیل میں سے کسی کا نہ ہو۔کہیں فرعون کی حکومت ختم کرنے کا ذریعہ بننے والا بچہ یہی نہ ہو، اس کو مار دینا چاہیئے۔یہ سن کر فرعون کے دل میں بھی یہ اندیشہ پیدا ہوگیا۔لیکن فرعون کی گھر والی بولی، ہو سکتا ہے یہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بن جائے ہم اسے اپنا بیٹا بنالیتے ہیں۔اس کو مت قتل کرو۔اس سے ہمیں نفع پہنچے گا۔یعنی بالفرض اگر فرعون کی حکومت کا خاتمہ کرنے والا بچہ یہی ہو بھی تب بھی ہماری تربیت اور ہماری محبت اس کو ہمارے لیے فائدہ مند بنادے گی[20]۔اس پر فرعون نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہوسکتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لوقال فرعون نعم لامن بموسی ولکان قرۃ عین لہ[21] یعنی اگر فرعون ہاں کہہ دیتا تو وہ موسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لے آتا اور موسیٰ علیہ السلام اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے جیسے حضرت آسیہ کو ہدایت ملی ایمان نصیب ہوا اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوا۔

پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرعون کے گھروالوں نے دودھ پلانے والیوں کا انتظام کیا تو انہوں نے کسی کا دودھ بھی نہ پیا۔جس پر ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی اور آپ کی خوراک کی ہر ممکن کوشش کی لیکن موسیٰ علیہ السلام نے کچھ کھانا پینا قبول نہ کیا۔اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

وحَرَّمنَا عَلَيه المَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ [22]

"ہم نے پہلے ہی سے اس پر (دائیوں) کے دودھ حرام کر دیئے تھے۔"

اس پر آپ کو بازار لایا گیا کہ ہوسکتا ہے کوئی دودھ پلانے والی ایسی عورت مل جائے جس کا دودھ آپ پی لیں۔ وہاں آپ کی بہن بھی موجود تھی اس نے یہ ظاہر کیے بغیر کہ وہ کون ہے اور اس کا اس بچے کے ساتھ کیا رشتہ ہے یوں کہا جس کو قرآن میں یوں نقل کیا گیا ہے:

فَقَالَت هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلَى اَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُوْنَه لَكُمْ وَهُمْ لَه نَاصِحُوْن [23]

"تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں کہ تمہارے لئے اس (بچے) کو پالیں اور اس کی خیر خواہی (سے پرورش) کریں۔"

حضرت ابن عباس سے مروی ہے موسٰی علیہ السلام کی بہن کی بات سن کر لوگوں نے پوچھا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اس گھر والے موسٰیؑ پر شفیق اور اس کے خیر خواہ ہوں گے۔تو آپ کی بہن نے کہا کہ وہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے بادشاہ کو خوش رکھے گی۔اس پر وہ لوگ آپ کی بہن کے ہمراہ موسٰی علیہ السلام کے گھر گئے جیسے ہی دودھ پلانے کے لیے آپ کی والدہ نے آپ کو اٹھایا تو آپ علیہ السلام نے فوراً دودھ پینا شروع کردیا۔

جب یہ خوشخبری آسیہ کو ملی تو انہوں نے موسٰی علیہ السلام کی والدہ کو بلوایا اور ان کو اپنے محل میں رہنے کی فرمائش کی اور ان سے کہا کہ ہماری طرف سے تم پر خصوصی کرم ہوگا۔حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ نے یہ کہتے ہوئے اس درخواست کو قبول نہ کیا کہ میرا خاوند اور بال بچے ہیں میرا اپنے گھر میں رہنا ضروری ہے تاکہ میں اپنے بچوں کی خیر خبر لے سکوں اور اپنے شوہر کی خدمت کر سکوں آپ بچے کو میرے ہمراہ بھیج دیں۔میں اپنے گھر میں رہتے ہوئے اس کو دودھ پلا سکوں گی۔اس پر آپ کی والدہ کو بچہ اپنے گھر لے جانے کی اجازت مل گئی اور حضرت آسیہ نے اس دودھ پلانے پر اجرت اور مزید اعزاز واکرام بھی عطا کیا۔ اس طرح موسٰی علیہ السلام اپنے گھر واپس آگئے اور اللہ تعالٰی کا کیا ہوا وعدہ سچا ہوا۔

اس کو اللہ تعالٰی نے اپنے اس ارشاد پاک میں ذکر کیا ہے۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَى أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ [24]

" اللہ تعالٰی نے وعدہ کیا تھا کہ اس بچے کو ہم تمہارے پاس واپس لوٹائیں گے اور اس کو پیغمبری دیں گے۔ایک وعدہ واپس لوٹانے کا تو پورا ہوگیا۔اسی طرح دوسرا وعدہ پیغمبری عطا ہونے کا بھی ضرور پورا ہوگا[25]۔"

یہودی تعلیمات کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت

نام ونسب:

بائبل میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی بیٹی نے خود پانی سے نکالا تھا اور اس کا نام بھی خود ہی موسیٰ رکھا تھا۔کیونکہ موسیٰ کا مطلب ہے پانی سے نکالا ہوا[26]۔The Jewish Encyclopedia میں لکھا ہے:

"موسیٰ اصل میں عبرانی زبان کا لفظ موشی ہے اس کا مطلب ہے نجات دینے والا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بلند کارناموں کی بدولت آپ کا یہ نام ہوگیا تھا۔بچپن میں آپ کا یہ نام نہیں تھا۔[27] تالمود میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مختلف ناموں کا تذکرہ کچھ اس طرح تحریر ہوا ہے۔فرعون کی بیٹی باتھیا نے موسیٰ علیہ السلام کو پانی سے نکالا تھا۔اسی وجہ سے اس نے آپؑ کو "موسی" کے نام سے پکارا۔باتھیا کے باپ نے آپ کا نام "ہیبر" رکھا۔کیونکہ ہیبر کا معنی بچھڑنا ہے، اور موسیٰ علیہ السلام گھروالوں سے بچھڑ گئے تھے۔آپ کی والدہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتے ہوئے "یکوتیل" کے نام سے آپ کو پکارا۔آپ کی بہن نے آپ کو دیکھنے کے واسطے دریا پر جانے کی وجہ سے "یارد" کہہ کر نام لیا۔حضرت ہارونؑ نے جو کہ آپ کا بھائی تھا "ابی گیدورے" نام رکھا؛ اس لئے آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے گھر میں پیدا شدہ رخنہ کی اصلاح فرمائی۔کیونکہ اس کے بعد مصر والوں نے پانی میں بچوں کو ڈالنا روک دیا تھا۔آپ کے دادا نے آپ کا نام "ابی سوخو" رکھا؛اس لئے کہ آپ کو تین ماہ لوگوں سے چھپایا گیا تھا۔اور بنی اسرائیل کے لڑکوں نے "شیمائیاہ بن نتن ایل " کے ساتھ آپ کا نام رکھا۔کیونکہ ان کی آہ وزاری اللہ نے اس دن سنی اور ان کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوا[28]۔"

بائبل میں آپ کا سلسلہ نسب اس طرح لکھا ہوا ہے۔موسیٰ بن عمرام بن قہات[29] بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم [30]۔

نومولود بچوں کا قتل

بائبل کا بیان ہے کہ مصر میں ایک ایسے نئے بادشاہ کی حکومت آئی جس کو یوسف علیہ السلام کا علم نہیں تھا۔ اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ بنی اسرائیل کی طاقت اور قوت ہم سے بڑھ رہی ہے۔اس لیے ہمیں کوئی ایسی حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے جس سے وہ مزید نہ بڑھ سکیں۔تاکہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ جنگ کے موقع پر وہ ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دیدیں۔اس لیے انہوں نے بنی اسرائیل سے بیگار لے کر سخت کام لیے[31]۔مزید برآں اس نے

عبرانی دائیوں سے کہا کہ جب بھی تمہارے ہاتھوں بنی اسرائیل کی عورتوں میں سے کسی نرینہ بچے کی پیدائش ہو تو اس کو قتل کردو اور اگر لڑکی ہو تو رہنے دو[32]۔

اس طرح بائبل میں بنی اسرائیل کی قوت اور اکثریت اور فرعون کی قوم کے خلاف ان کے دشمنوں سے مل جانے کا خطرہ بچوں کے مارے جانے کا سبب بتایا گیا ہے۔لیکن تالمود میں ایک خواب کا ذکر ملتا ہے کہ ایک بوڑھے شخص نے جس کے پاس ایک ترازو ہے، اس نے مصر کے سارے سرداروں، امیروں اور بڑوں کو لے کر اکھٹے باندھ لیا اور ترازو کی ایک جانب ان سب کو رکھ دیا اور دوسری جانب ایک بچہ رکھ دیا۔جب بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تو اس نے تعبیر بتانے والوں سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔جس پر یہ تعبیر بتائی گئی۔کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا لڑکا ہوگا جو مصر کے باشندوں کو ختم کردے گا۔اور اپنی قوم بنی اسرائیل کو یہاں سے نکال کر لے جائے گا۔اس پر بادشاہ نے یہ حل اختیار کیا کہ سارے لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی پانی میں ڈال دیا جائے اور بچیوں کو جینے دیا جائے [33]۔

موسیٰ علیہ السلام کی ولادت

بائبل کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام لاوی خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی والدہ بھی لاوی خاندان سے تھی۔جب اس کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تو اس نے بائبل کے بیان کے مطابق اس حسین بچے کو تین ماہ تک لوگوں سے چھپا کر رکھا۔

بائبل میں اس کا ذکر یوں آیا ہے؛

"اور لاوی کے گھرانے کے ایک شخص نے جاکر لاوی کے نسل کی ایک عورت سے بیاہ کیا وہ عورت حاملہ ہوئی اور اس کے بیٹا ہوا اور اس نے یہ دیکھ کر کہ بچہ خوبصورت ہے تین مہینے تک اسے چھپا کر رکھا[34]۔"

پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بچے کو مزید چھپائے رکھنے سے عاجز ہوگئی۔تو اس نے رال اور چکنی مٹی لے کر سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا جوڑا۔اور اس ٹوکری میں بچے کو رکھ کر ایک جھاؤ میں دریا کے کنارے چھوڑ دیا۔ اور بچے کی خیر خبر لینے کے لیے اس کی بہن دور سے اسے دیکھتی رہی۔اس دوران دریا کے کنارے فرعون کی بیٹی غسل کے لیے آئی۔جب اس کی نظر اس ٹوکری پر پڑی جو جھاؤ میں رکھی ہوئی تھی تو اپنی سہیلی سے اس کو اٹھا کر لانے کا کہا۔جب ٹوکری کھول کر دیکھی تو اس میں روتا ہوا ایک بچہ پڑا تھا۔شہزادی کے دل میں اس بچے کے لیے شفقت پیدا

ہوئی۔اور اس پر ترس کھا کر کہنے لگی کہ یہ کسی عبرانی کا بچہ معلوم ہوتا ہے۔بائبل میں اس کا تذکرہ اس طرح ہوا ہے۔

"اور جب اسے اور زیادہ چھپا نہ سکی تو اس نے سرکنڈوں کا یک ٹوکرا لیا اور اس پر چکنی مٹی اور رال لگا کر لڑکے کو اس میں رکھا اور اسے دریا کے کنارے جھاؤ میں چھوڑ آئی اور اس کی بہن دور کھڑی رہی تاکہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔اور فرعون کی بیٹی دریا پر غسل کرنے آئی اور اس کی سہیلیاں دریا کے کنارے ٹہلنے لگیں تب اس نے جھاؤ میں وہ ٹوکرا دیکھ کر اپنی سہیلی کو بھیجا کہ اسے اٹھا لائے جب اس نے اسے کھولا تو لڑکے کو دیکھا اور وہ بچہ رو رہا تھا۔اسے اس پر رحم آیا اور کہنے لگی یہ کسی عبرانی کا بچہ ہے[35]۔"

اس بچے کی بہن سب کچھ دیکھ رہی تھی اس نے شہزادی سے کہا میں تیرے لیے اس لڑکے کو دودھ پلانے کے لیے کسی عبرانی عورت کو لے آؤں شہزادی بولی، ہاں۔اس طرح بچے کی والدہ کو بلایا گیا۔شہزادی نے معاوضہ پر اس بچے کو دودھ پلانے کے لیے اسے اپنے گھر لے جانے کا کہا۔اس پر وہ عورت دودھ پلانے کے لیے اپنے گھر لے گئی۔ کچھ بڑا ہونے پر وہ عورت (موسیٰ علیہ السلام کی والدہ) شہزادی کے پاس اس بچے کو لے آئی اور شہزادی نے اس کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔شہزادی نے اس کا نام پانی سے نکالنے کی وجہ سے موسیٰ رکھا۔

بائبل میں یہ بیان اس طرح ہوا ہے:

"تب اس کی بہن نے فرعون کی بیٹی سے کہا۔کیا میں جاکر عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تیرے پاس بلا لاؤں جو تیرے لیے اس بچے کو دودھ پلایا کرے فرعون کی بیٹی نے اس سے کہا، جا۔وہ لڑکی جاکر اس بچے کی ماں کو بلالائی۔فرعون کی بیٹی نے اسے کہا تو اس بچے کو لے جاکر میرے لیے دودھ پلا۔میں تجھے تیری اجرت دیا کروں گی۔وہ عورت اس بچے کو لے جاکر دودھ پلانے لگی۔جب کچھ بڑا ہوا تو اسے فرعون کی بیٹی کے پاس لے گئی اور وہ اس کا بیٹا ٹھہرا۔اور اس نے اس کا نام موسیٰ یہ کہہ کر رکھا۔کہ میں نے اسے پانی سے نکالا[36]۔"

ولادتِ موسیٰؑ سے متعلق اسلامی اور یہودی تعلیمات کا تقابل

- بائبل اور قرآن پاک دونوں میں حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا نام ''موسیٰؑ'' ذکر کیا گیا ہے۔قرآنِ کریم نام رکھنے والے کے حوالہ سے خاموش ہے جبکہ بائبل میں یہ تصریح آئی ہے کہ ان کا یہ نام فرعون کی بیٹی نے رکھا تھا۔تالمود نے حضرت موسیٰؑ کے کئی نام ذکر کئے ہیں۔
- اگرچہ مسلمان مفسرین نے تاریخی روایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کا شجرہ نسب ذکر کیا ہے۔لیکن

خود قرآنِ کریم نے حضرت موسیٰؑ کے شجرہ نسب سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔ قرآنِ پاک کے برعکس بائبل نے حضرت موسیٰؑ کا شجرہ نسب ذکر کیا ہے۔

- قرآنِ کریم نے اگرچہ فرعونیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل کے نومولود بچوں کے قتل عام کا ذکر کیا ہے لیکن اس کی وجہ اور سبب بیان نہیں کیا ہے۔ البتہ صحابہ کرام سے اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ فرعون کو یہ خوف لاحق تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو اس کی بادشاہت کے خاتمے کا سبب بنے گا۔ ابن اسحاق نے نجومیوں کی پیشن گوئی کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس طرح اسلامی تعلیمات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فرعون کا بنی اسرائیل کے بچوں کے قتلِ عام کی بنیادی وجہ حضرت موسیٰؑ کا پیدائش کے وقت ہی ختم کرنا تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے فرعون کی تمام تر تدبیروں اور کوششوں کے باوجود، اسی فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کی پرورش کی۔ قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرتِ کاملہ کا کھل کر بیان کرتا ہے۔ اور اس بات کا درس دیتا ہے کہ کوئی بھی ناموافق حالت اللہ تعالیٰ کے لئے ناموافق نہیں ہوتی اور یہ کہ ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف فرعون کی چالوں اور تدبیروں کو ناکام کیا اور دوسری طرف حضرت موسیٰؑ کی ماں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو بھروسہ اور اعتماد کیا تھا اس کو پورا کیا۔

بائبل میں بچوں کے قتلِ عام کی وجہ بنی اسرائیل کی کثرت بتائی گئی ہے۔ کہ کثیر تعداد میں ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کسی بھی وقت حکمران قبیلہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر سکتے ہیں۔ البتہ تالمودی روایت میں فرعون کے خواب کا تذکرہ ہے۔ بائبل کی روایت اور قرآنی تعلیمات میں کوئی تعارض معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ خود قرآن کریم میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ یہاں پر منھم کے الفاظ آئے ہیں جن سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ البتہ قرآن اور بائبل کے طرزِ بیان میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ قرآن کا طرز بیان انسان کو الٰہیت کی طرف کھینچتا ہے۔

- قرآنِ پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کے قتل کا حکم دو مرتبہ ہوا تھا۔ پہلی مرتبہ اس وقت جب ابھی حضرت موسیٰؑ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ دوسری مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی بعثت کے بعد۔ جبکہ بائبل میں ایک دفعہ بچوں کے قتلِ عام کا ذکر ہے۔

- قرآنِ پاک کے مطابق وہ بچہ فرعون کی بیوی (حضرت آسیہؓ) کا بیٹا (متبنیٰ) ٹھہرا تھا۔اور اسی نے فرعون سے کہا کہ یہ میرے اور آپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا اس لئے ہم اس کو بیٹا بنا لیتے ہیں۔جبکہ بائبل نے یہ بچہ (حضرت موسیٰؑ) فرعون کی بیٹی کا بیٹا (متبنیٰ) قرار دیا ہے۔

خلاصۂ بحث

حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ عظیم پیغمبر تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رہنمائی اور فرعون کے مظالم سے بچانے کے لئے بھیجا تھا۔موجودہ آرٹیکل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ونسب، ولادت اور اس سے متعلقہ واقعات کا بائبل اور قرآن پاک دونوں کے روشنی میں تقابلی جائزہ پیش کیا گیا۔قرآنِ کریم اور بائبل دونوں میں حضرت موسیٰؑ کا نام "موسیٰ" ذکر کیا گیا ہے، جبکہ تالمود میں آپؑ کے مذکور نام کے علاوہ اور کئی نام بھی ذکر کئے گئے ہیں۔قرآنی تعلیمات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فرعون کا بنی اسرائیل کے بچوں کے قتلِ عام کی بنیادی وجہ حضرت موسیٰؑ کا پیدائش کے وقت ہی ختم کرنا تھی۔جبکہ بائبل میں بچوں کے قتلِ عام کی وجہ بنی اسرائیل کی کثرت بتائی گئی ہے۔قرآنی تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کے قتل کا حکم دو مرتبہ ہوا تھا۔(پہلی مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی ولادت سے پہلے تاکہ حضرت موسیٰؑ کی ولادت نہ ہو یا اگر ہو جائے تو اس کو مارا جائے۔جبکہ دوسری مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی بعثت کے بعد، بنی اسرائیل کی طاقت کو کمزور کرنے کے لیے ہوا تھا،) جبکہ بائبل میں ایک دفعہ بچوں کے قتلِ عام کا ذکر ہے۔قرآنی تعلیمات کے مطابق وہ بچہ فرعون کی بیوی (حضرت آسیہؓ) کا بیٹا (متبنیٰ) ٹھہرا تھا۔جبکہ بائبل نے یہ بچہ (حضرت موسیٰؑ) فرعون کی بیٹی(باتھیا) کا بیٹا (متبنیٰ) قرار دیا ہے۔اس تقابلی جائزہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآنی تعلیمات موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلے میں یہودی تعلیمات سے زیادہ مستند اور قابل اعتماد ہیں

حواشی وحوالہ جات

1 ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، مادہ، م۔و۔س، دار صادر—بیروت، 1414ھ

2 سیوہاروی، حفظ الرحمان، قصص القرآن 1: 284، دار الاشاعت، کراچی، 2002ء

3 ابن کثیر، أبوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنایۃ 1: 237 ، دار الفکر، بیروت، 1986ء

4 النووی، محیی الدین یحیی بن شرف، تہذیب الأسماء واللغات 2: 119، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (س۔ن)

5 ابن حزم، أبو محمد علی بن أحمد بن سعید، جمہرۃ أنساب العرب: 504، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1983ء

6 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک المشہور بہ تاریخ الطبری 1: 387، دار التراث، بیروت، 1387 ھ

7 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایہ، اردو ترجمہ: مغل، محمد اصغر، تاریخ ابن کثیر 1: 311، دار الاشاعت، کراچی 2008ء

8 سورۃ البقرۃ 2: 49

9 تاریخ ابن کثیر 1: 311

10 سورۃ المومن 40: 25

11 سورۃ الاعراف 7: 129

12 تاریخ ابن کثیر 1: 312

13 سورۃ القصص 28: 7

14 الرازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب 24: 579، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ

15 سورہ طٰہٰ 20 : 39

16 سورۃ القصص 28: 8

17 جامع الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس 1: 323، دار الکتب العلمیہ، لبنان (س۔ن)

18 الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر 3: 375، دار الکتاب العربی، بیروت، 1422ھ

19 الوسی، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی 10: 256 ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1425ھ

20 قصص القرآن 1: 284

21 القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن 13: 254، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ ،1964ء

22 سورۃ القصص 28 :12

23 سورۃ القصص 28: 12

24 سورۃ القصص 28: 13

25 تاریخ ابن کثیر 1: 314

26 کتاب مقدس، خروج، 10:2

27 The Jewish encyclopedia, Publisher New York; London Funks & Wagnall Company, Vol 9, pp 56.

28 پولانو۔ ایچ، تالمود۔ اردو ترجمہ، سٹیفن بشیر:88، مکتبہ عنادیم، گوجرانوالہ 2010ء

29 کتاب مقدس، گنتی، 26 :57

30 کتاب مقدس، پیدائش، 29 :35

31 کتاب مقدس، خروج، 1:11

32 کتاب مقدس، خروج، 1:15-16

33 کتاب مقدس، خروج، 2:1-2

34 کتاب مقدس، خروج، 2:1-2

35 کتاب مقدس، خروج، 2:3-6

36 کتاب مقدس، خروج، 2 :7-10